OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://www.arjicc.com

قرآن مجید میں ہدایتِ انسانی کے مدارج: تحقیقی مطالعہ

Research Study of the Levels of Human Guidance in the Holy Qur'an

Dr. Hassan Baig
Lecturer, Department of Interfaith Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad.
Email: hassan.baig@aiou.edu.pk

Dr. Ahmad Raza
Assistant Professor, Department of Islamic History and Culture, Allama Iqbal Open University, Islamabad.
Email: ahmad.raza@aiou.edu.pk

Hafsa Maqsood
M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, G.C Women University, Faisalabad.
Email: hafsamaqsood58@gmail.com

Received on: 07-08-2024 Accepted on: 12-09-2024

Abstract

The focus of the Holy Qur'an is human being, and it fulfills the guiding of humans. Humans who have the honor of being the best of creation, who hold the honor of being the first inhabitant of Paradise, the one who has decorated his head with the crown of being the best among all creations has been given the title of (احسن تقویم) by the Lord of the Worlds. The Creator of the universe has also arranged his guidance. Therefore, when human was placed on earth, Allah's guidance and guidance did not leave him alone. Allah said: "When a message of guidance comes to you from me, whoever follows this guidance, such fortunate souls will not have any fear, nor will they be sad." In this verse, a message has been given to man that worldly and hereafter success and achievement of success and prosperity lies only in obeying and following the guidance of the Lord. The various stages of divine guidance have been described by Allah in the Holy Qur'an. It is the responsibility of humans to follow these stages and obtain complete guidance. Therefore, in this paper, these stages of guidance have been described in the light of the Quranic teachings so that human can progress towards eternal success. Become deserving of eternal blessings of Allah Almighty.

Keywords: Levels, human, guidance, Lord of the Worlds, Holy Qur'an, Eternal Success.

قرآن مجید کا بنیادی موضوع انسان ہے اور انسانوں کی ہدایت کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔ انسان جسے اشرف المخلوقات ہونے کا شرف حاصل ہے، جو جنت کے اولین مکین ہونے کا اعزاز واکرام رکھتا ہے، جو مسجود ملائکہ بن کر اپنی عظمت ورفعت کا جھنڈا گاڑ چکا ہے، جو تمام مخلوقات میں افضل ہونے کا تاج سر پر سجا چکا ہے اسے خود پروردگار عالم نے ﴿احسن تقویم﴾[1] کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ اس کی ہدایت ورہنمائی کا بھی

خالقِ کائنات نے بہترین انتظام فرمادیاہے۔ چنانچہ جب انسان کو زمین پر بسایا گیاتو اللہ تعالیٰ کی ہدایت ورہنمائی نے اسے تنہا نہیں چھوڑا۔ارشاد فرمایا:

﴿فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ﴾[2]

''توجب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت کا پیغام آئے تو جس نے اس ہدایت کی پیروی کی تو (ایسے) خوش نصیب نفوس پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگیں ہوں گے۔''

اس کلام میں تاقیامت نوع انسانی کو پیغام دے دیا گیا کہ دنیاوی اور اُخروی کامرانی اور فوز وفلاح کا حصول صرف ہدایتِ ربانی کی اطاعت واتباع میں ہی مضمر ہے۔ ہدایت ربانی کے مختلف مدارج اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں بیان فرمائے ہیں۔ان مدارج کو طئے کرکے مکمل ہدایت حاصل کرنا انسان کے ذمہ ہے۔ جس پہلے انسان کو یہ پیغام عطا ہوا وہ بنی نوع انسان کے والد ماجد سیدنا آدم علیہ السلام تھے جن کی وساطت سے ان کی تمام اولاد کو یہ پیغام سنادیا گیا۔اس پیغام ہدایت کے اسرار کھول کر حسن بصریؒ نے کہا:

''جب سیدنا آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو وحی فرمائی اللہ نے ان کی طرف۔اے آدمؑ! چار خوبیاں ایسی ہیں جن میں تمہاری اور تمہاری اولاد کیلئے تمام امور کا مکمل بیان ہے۔

- میری بندگی کرو اور میرا شریک نہ ٹھہراؤ۔
- جب تم کوئی نیک کام کروگے اس کا اجر پاؤگے۔
- مجھ سے دعا کرو میں اسے قبول کروں گا۔
- جنہیں تم اپنی صحبت کے قابل سمجھو وہ بھی اس کے اہل ہوں''۔[3]

ان چار خوبیوں میں سے تین کا تعلق بندے کا اپنے رب سے رشتۂ بندگی مضبوط کرنے کے اعتبار سے ہے جبکہ آخری کا تعلق انسانوں کے آپس میں حقوق وفرائض کی انجام دہی اور پاسداری کے اعتبار سے ہے۔اس کی بکثرت نظائر قرآن مجید میں موجود ہیں ہم یہاں صرف ایک ایک نظیر قارئین کی نذر کرتے ہیں

بندگی کے اعتبار سے

﴿ وَاعْبُدُواْ اللّهَ وَلاَ تُشْرِكُواْ بِهِ شَيْئًا﴾[4]

(اور بندگی کرو اللہ کی اور کسی کو نہ اس کے ساتھ شریک ٹھہراؤ)

نیکی کے اجر کے اعتبار سے

﴿ مَن جَاء بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾[5]

(جو کوئی ایک نیکی لایا تو اس کیلئے اس کی مثل دس گنا ہے)

دعا کی قبولیت کے اعتبار سے

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُواْ لِي وَلْيُؤْمِنُواْ بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ﴾[6]

(اے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں یہ جواب مرحمت فرمائیں کہ میں بیشک قریب ہوں میں جواب دیتا ہوں پکارنے والے کا جب وہ مجھے پکارے)

انسانوں کے آپس کے حقوق و فرائض کے اعتبار سے

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ اصْبِرُواْ وَصَابِرُواْ وَرَابِطُواْ وَاتَّقُواْ اللّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾[7]

(اے ایمان والو ثابت قدم رہو اور صبر کرو اور کمربستہ ہو جاو سرحدوں کی حفاظت کے لیے اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم کامیاب ہو جاو)

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾[8]

(بے شک صرف رشتہ ایمان کی نعمت کے حاملین ہی آپس میں بھائی بھائی ہیں)

ان ہدایات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانیت کو اپنی بندگی اور آپس میں حسن و خوبی سے رہن سہن کا سلیقہ مرحمت فرما کر صراط مستقیم کی راہنمائی فرمائی۔ سیدنا آدم علیہ السلام کو جو ہدایاتِ ربانی وحی ہوتی رہیں وہ در حقیقت جنسِ انسانی کیلئے تھیں۔ افزائش نسل انسانی کے سلسلے میں صبح و شام مذکر و مؤنث کی جوڑی تولد ہوتی، صبح کی جوڑی کا شام کی جوڑی سے نکاح کر دیا جاتا اور یوں نسل انسانی بڑھنے اور پھلنے پھولنے لگی۔ یہ تسلسل جاری ہی تھا کہ ایک جانکاہ واقعہ رونما ہوا جس میں ایک بھائی نے نفس پرستی اور شدید شہوانی ہوس کی وجہ سے اپنے ہی بھائی کو ناحق موت کی نیند سُلا دیا یعنی قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا۔ یوں پاکیزہ زمین انسان کے خون ناحق سے آلودہ ہوئی۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾[9]

(پس برانگیختہ کر دیا اسے اس کے نفس نے اپنے بھائی کے قتل کیلئے تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ نتیجتاً وہ (دنیا و آخرت کا) گھاٹا پانے والوں میں سے ہو گیا)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "جس بھی شخص کو ظلماً قتل کیا جائے ایک حصہ اس (قتل) کے گناہ کا پہلے ابن آدم (قابیل) پر ہوگا کیونکہ وہ پہلا شخص ہے جس نے قتل ایجاد کیا تھا"[10]

اس ایک عظیم گناہ نے انسانیت کو اپنے رب کے سامنے شرمندہ کر دیا اور ملائکہ کے نزدیک بھی بے توقیر کر دیا۔ انسان جسے مسجودِ ملائکہ ہونے کا اعزاز ملا تھا وہ نفس و شیطان کی دَلدَل میں پھنس کر خاک آلودہ ہو گیا۔ احکامات ربانی و ہدایات الٰہیہ سے بے اعتنائی کے نتیجے میں جرائم و سرکشی میں غرق ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے انسان کو واپس اپنے مقام کی طرف لانے کیلئے رحمت کے دروازے کشادہ فرما دیئے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا سلسلہ شروع فرمایا مگر صرف چند نفوس کے سوا باقی تمام گمراہی کو راہِ ہدایت سمجھنے پر بضد رہے نتیجتاً عذابِ الٰہی شروع ہوا طوفان نوح،

عاد و ثمود کی بربادی اور دیگر اقوام جو صفحۂ ہستی سے مٹ گئیں یہ سارا انجام اسی بے راہ روی، ہٹ دھرمی اور بے اعتنائی کا تھا۔ عذاب بھی نازل ہوتے رہے اور ہدایت کی راہ پر چلانے کیلئے انبیاء کرام بھی مبعوث ہوتے رہے، کتب سماویہ کا نزول بھی ہوتا رہا۔ انسانیت کا یہ کارواں گرتے پڑتے بالآخر زبور، تورات اور انجیل کے نزول تک پہنچ گیا۔ قرآن مجید نے ان کتب سابقہ کی تصدیق کی اور ان کی تکریم میں کلماتِ ثمین ارشاد فرمائے:

﴿وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ﴾[11]

(بلاشبہ ہم نے زبور میں نصیحتوں کے بعد لکھ دیا کہ بیشک زمین میں وارث میرے پاک بندے ہیں)

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے:

﴿إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُور﴾[12]

(بیشک ہم نے تورات کو نازل کیا اس میں ہدایت اور نور ہے)۔

﴿ وَآتَيْنَاهُ الإِنجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ ﴾[13]

(اور اسے (عیسیٰ علیہ السلام کو) انجیل دی ہم نے، اس میں نور اور ہدایت ہے)

موجودہ دور میں قرآن مجید کے علاوہ جو کتب سماویہ بہ صورتِ ترجمہ ہمیں دستیاب ہیں وہ تورات وانجیل ہیں۔ ان کتب میں تحریف ہوئی اور ان کا اصل متن محفوظ نہ رہا۔ لیکن قرآن مجید نے ان کتب میں درج احکامات وہدایات ربانی کو بیان فرمایا:

﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالأَنفَ بِالأَنفِ وَالأُذُنَ بِالأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَن تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أنزَلَ اللّهُ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾[14]

(اور ہم نے لکھ دیا ان پر (واجب احکامات کو) اس (تورات) میں کہ بیشک جان کا بدلہ جان ہے آنکھ کا بدلہ آنکھ اور دانت کا بدلہ دانت اور کان کا بدلہ کان اور زخموں میں (بھی) بدلہ قصاص ہے۔ تو جس نے بدلہ معاف کر دیا تو یہ معافی کفارہ ہوگی اس (کے گناہوں) کا۔ اور جو فیصلہ نہ کرے اس (کتاب) کے مطابق جسے اللہ نے نازل فرمایا ہے تو وہی لوگ ظالم ہیں)۔

انجیل میں نازل کردہ آداب معاشرت وحقوق انسانیت کے نفاذ ورواج کا اہلِ انجیل کو جو حکم دیا گیا تھا اس کی تصریح بھی قرآن مجید نے یوں فرمائی:

﴿ وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الإِنجِيلِ بِمَا أَنزَلَ اللّهُ فِيهِ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّهُ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾[15]

(اور ضرور فیصلہ کریں اہلِ انجیل اس کے مطابق جو اللہ نے اس میں نازل فرمایا اور جو اللہ کے نازل کردہ احکامات کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو وہی لوگ فاسق ہیں)

قرآن مجید نے جن ہدایات کا ذکر اہل انجیل وتورات کے بارے میں فرمایا اس کی تصدیق ان کتب میں بھی ہے جو ہمارے پاس بصورت ترجمہ

ہیں۔ذیل میں ہم انجیل کی چند عبارات سے ثابت کرتے ہیں۔

"یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یانبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیاہوں ۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیاہوں "[16]

" تم نے سن لیا کہ اگلوں کو خون سے روکا گیا تھا کہ جو کوئی بھی خون کرے گا وہ عدالت کی سزا کا مستحق ہوگا۔لیکن میں تم سے کہتاہوں کہ وہ عدالت کا مستحق ہوگا جو اپنے بھائی پر غصہ کرے گا۔"[17]

" تم سن چکے ہو کہ زنانہ کرنے کا کہا گیا تھالیکن میں تم سے کہتاہوں کہ جس نے بری خواہش سے کسی عورت کو دیکھ لیاوہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا۔"[18]

بلاشبہ تورات وانجیل کے احکامات اور اس میں ہدایات انسانیت کوراہ راست پر چلانے کیلئے روشن مشعل تھے۔قرآن مجید نے تورات وانجیل کو "ھدی للناس" کے کلماتِ دلنواز سے یاد فرمایا۔

﴿ وَأَنزَلَ التَّوْرَاةَ وَالإِنجِيلَ ،مِن قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ ﴾[19]

(اوراللہ نے تورات وانجیل کونازل کیاقرآن سے پہلے،یہ کتب بھی انسانوں کیلئے ہدایت تھیں)

انسانیت تورات وانجیل کے نزول تک سفر طے کرچکی۔کچھ نے اس ہدایت کو قبول کیااور کچھ نے اس طرف توجہ نہ دی اوران کی تعلیمات سے روگردانی کی۔انجیل کے نزول اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں پر اٹھائے جانے کے تقریباً پونے چھ سوسال بعد سرزمین حجاز میں امام الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی آمد ہوئی۔عمر مبارک چالیس برس تھی جب کوہِ حرا میں نزولِ قرآن ہوا جواللہ تعالیٰ کاآخری کلام ہدایت ہے جوآخری نبی کو عطاہوا۔اس کلام مبارک کی پہلی وحی میں انسان کو ہی موضوعِ سخن بنایا گیا،اسے اپنے حسن تخلیق کی طرف متوجہ کیاگیااور علم وادب کی تحصیل پرآمادہ کیاگیا۔علم کے ذریعہ جو وقارِ سجود اسے عطاکیاگیااس مقام کی رفعت کو دلنشین انداز میں ﴿عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾[20] کے کلمات طیبات سے یاد کرایا گیا۔یہی وہ کلام ہے جس نے گم گشتہ راہ انسانیت کواز سرنونشاۃِ ثانیہ عطاکی۔بھولا ہوا سبق یاددلایا۔جس راہ کاوہ سالک تھااور جس کو چھوڑ کروہ بیابان میں بھٹک رہاتھااسے راہ ہدایت دکھائی۔جو تاجِ کرامت وفضیلت وہ اپنے ہاتھوں قعرمذلت میں گراچکا تھااسے دوبارہ زیب راس کرنے کا طریقہ وسلیقہ مرحمت فرمایاگیا۔جس جنت سے وہ نکالا گیا تھا وہی جنت اس کی منتظر راہ تھی۔شیطان جواس کے خروجِ جنت کا سبب بنا تھااس کی مکاریوں اور فریب کاریوں سے انسان کوآگاہ کردیاگیااور اتنا واضح بتادیاگیا کہ اس کے بعد مزید وضاحت کی ضرورت نہ رہی۔کلام ربانی نے مصطفوی سیرت وکردار کے نور سے ہدایتِ انسانی کابیڑا اٹھایا۔ارشاد ہوا:

﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ﴾[21]

"اپنے نبی ﷺ کو جس نے ہدایت ابدی کے حسن انتظام وسامان کے ساتھ مخلوق کی طرف بھیجااور دین حق اسلام کی شریعت وہدایت کے ساتھ،تاکہ وہ اس دین اسلام کو دنیا کے تمام ادیان پر غالب کردے وہی اللہ ہے"۔

﴿ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ﴾[22]

(اے رسول مکرم آپ پہنچا دیجئے وہ ہدایت جو آپ کے پاس اتاری گئی)

سرور کائنات ﷺ نے اللہ عزوجل کے اس پیغام ہدایت کو انسانیت تک اپنی پوری محنت وکاوش سے پہنچایا۔اعلان نبوت کے بعد مکہ کی تیرہ سالہ زندگی میں رسول اکرم ﷺ کے کفار ومشرکین ودیگر اقوام تک کلام ربانی وہدایت ربانی کی سخت محنت سے ترسیل کے باجود بہت کم مثبت جواب آیا۔اکثر لوگوں نے سرکشی کی راہ اختیار کی، سخت ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا۔آیاتِ ربانی کا مذاق اڑایا، ذاتِ محبوبِ کبریا کو ہدفِ تنقید بنایا۔ان حقیقت ناآشناؤں کے نزدیک رسول کیلئے دنیاوی منصب، مالِ وجائیداد کا ہونا رسول ہونے کی دلیل تھی۔وہ رسول کو ایسی خاص مخلوق تصور کرتے تھے جس کے اختیار میں اچانک پانی کے چشمے جاری کرنا، زمین وآسمان کو اپنی گرفت میں لانا، آسمان کے ٹکڑے کرکے زمین پر گرانا، آناًفاناً آسمان پر چڑھ جانا، فرشتوں جیسی صفاتِ کا پایا جانا، جیسے کمالات ضرور ہوں، انہوں نے اسی جہالت میں ایک ایسا نامناسب وناز یبا مطالبہ بھی کردیا جو شانِ الوہیت کے بھی سراسر نامناسب تھا وہ مطالبہ یہ تھا کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام اپنی نبوت ورسالت کی دلیل کے طور پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات سبحانہ کو اُن کے سامنے لاکر کھڑا کردیں۔یہ بالکل ویسی ہی ہٹ دھرمی اور گستاخی تھی جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے کی تھی جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کا مواخذہ فرمایا اور ان پر کڑکتی بجلی کو مسلط کردیا جس کا تذکرہ یوں فرمایا گیا:

﴿وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَى لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّى نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ثُمَّ بَعَثْنَاكُم مِّن بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾[23]

پروردگار کائنات نے بنی اسرائیل کی اس گستاخی پر تو مواخذہ فرمایا لیکن حضور ﷺ کے سامنے کفار ومشرکین کے اس مطالبہ پر مواخذہ اس لئے نہ فرمایا کیونکہ آپ ﷺ کو رحمۃ اللعالمین کے منصب وخطاب سے نوازا جس کا تقاضا تھا کہ عذاب نازل نہ ہو اور تاقیامت عذاب نازل نہ ہوگا جس کی نوید یوں بیان فرمائی۔

﴿وَمَا كَانَ اللّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾[24]

تاقیامت عذاب نہ آنے کی ایک توجیہ یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ورسالت کے سلسلہ کو ختم کردیا گیا۔قرآن مجید کو آخری کتاب ہدایت کا درجہ عطا کیا گیا اور دین اسلام کی تکمیل رسول اکرم ﷺ پر کردی گئی، تمام انعام واکرام ربانی عطا ہوگئے اور اسلام کو بطور دین پسند فرمالیا گیا، اگر عذاب کا دروازہ کھلا رکھا جاتا تو تباہی ہی مقدر انسانیت ٹھہرتی۔نہ ہدایت آتی نہ کوئی ہادی۔جب آخری ہادی پر آخری ہدایت اتاردی گئی تو اب مواخذہ وعذاب کی صورتوں کا انقطاع ہوگیا۔ہر طرف ہدایت ورحمت کا پیغام عام ہوگیا۔ہمہ وقت توبہ واستغفار کا دروازہ کھول دیا گیا اور رحمت خداوندی کا سائبان گم گشتہ راہیوں کو سایہ رحمت میں لینے کیلئے تن گیا۔نتیجۂ عذاب کے سلسلوں کا اختتام اور ہدایت ورحمت کی بارش کا سیلان ہوگیا۔

کفار ومشرکین ہدایتِ ابدی سے منہ موڑتے رہے جبکہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم داعی الی اللہ کی صفت عظیم کے ساتھ انہیں راہِ ہدایت

پر لانے کیلئے سر گرم عمل رہے۔ارشادر بانی ہے:

﴿وَإِن تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَى لاَ يَتَّبِعُوكُمْ سَوَاء عَلَيْكُمْ أَدَعَوْتُمُوهُمْ أَمْ أَنتُمْ صَامِتُونَ﴾[25]

(اور اگر تم انہیں ہدایت کی طرف بلاؤ تو وہ تمھاری پیروی نہ کریں گے۔(ان کے اس رویہ کے پیش نظر) تمہارے لئے برابر ہے چاہے انہیں (راہِ ہدایت کی طرف) بلاءویا(نہ بلاکر) خاموش رہو(ان کی حالت تبدیل نہ ہو گی)۔

﴿وَإِن تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَى لاَ يَسْمَعُواْ وَتَرَاهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لاَ يُبْصِرُونَ﴾[26]

(اور اگر تم ہدایت کی طرف انہیں بلاؤ تو وہ (تمہاری بات) نہیں سنتے اور انہیں تم دیکھتے ہو کہ وہ تمہیں دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ (بہ نیت اخلاص) تمہیں نہیں دیکھتے)

رسول اکرم ﷺ نے پیغام ہدایت پہنچانے میں جو انتھک محنت کی، تکالیف برداشت کیں، کفار و مشرکین کی بیزاری اور ایذار سانی کی حدیں جب پار ہو چکیں تب بھی آپ اپنے مشن سے سرِ مو پیچھے نہ ہٹے اپنے رب عزوجل کی محبت میں سرشار رہتے ہوئے سب کچھ برداشت کرتے رہے اور بعض مواقع تو ایسے بھی آئے کہ آپ ﷺ اُن شقیوں کو سعیدوں میں تبدیل کرنے، اور ان کیلئے متفکر ہونے میں اس درجہ پریشان ہوئے کہ رب کائنات نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حد درجہ تسلی و تشفی کی، ڈھارس بندھائی، راحت ذہنی و قلبی عطافرمائی جس کا بیان کچھ اس طرح سے ہے:

﴿طسم تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ﴾[27]

(طسم o یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی۔اے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیاآپ اپنی جان پر کھیل جائیں گے اس بارہ میں کہ وہ کافر و مشرک لوگ صفتِ ایمان کے حامل نہیں ہوتے۔(مومنین نہیں بن جاتے) ۔

جسٹس محمد کرم شاہ الازہری نے اس کیفیت کو اس طرح بیان کیا: "جو رگ ریڑھ کی ہڈی میں سے گزرتی ہوئی گردن میں پہنچتی ہے اسے بَخاعؑ کہتے ہیں۔جب ذبح کرتے وقت چھری یہاں تک پہنچ جائے تو ذبح مکمل ہو جاتی ہے۔اسی سے بَاخِعٌ ماخوذ ہے۔اس کا معنی ہے ایسا ذبح کرنے والا جس نے چھری بَخاع تک پہنچا دی ہو۔غم واندوہ سے جب کوئی اپنی جان گنوادے تو کہتے ہیں بخع نفسه اى قتلها غمّا۔حضور ﷺ کی شبانہ روز کوششوں کے باوجود کفار کی ضد بڑھتی ہی جارہی ہے وہ کفر میں اور پکے ہوتے جاتے ہیں۔اسلام سے ان کی نفرت میں آئے دن اضافہ ہوتا جاتا ہے۔اس المناک صورتِ حال کو دیکھ اس قلب شفیق پر جو گزرتی ہو گی اس کا اندازہ خداوند تعالیٰ کے سوااور کون لگا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں "اے محبوب تو ان لوگوں کے غم میں کیوں گھلا جارہا ہے۔اتنا دلگیر اور غمزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ تونے اپنا فرض بڑی خوش اسلوبی سے ادا کر دیا۔ایمان لانا یانہ لانا ان کا اپنا کام ہے۔ایمان نہیں لائیں گے تو خود ہی اس کی سزا بھگتیں گے"۔[28]

کفار و مشرکین کی ایسی ہی بے سروپاہٹ دھرمی اور ضد پورے زور و شور سے جاری رہی لیکن حضور ﷺ کی محبت و شفقت نے بھی دستِ کرم دراز رکھا تمام تکالیف خندہ پیشانی سے برداشت کیں۔کاروانِ انسانیت کو خراماں خراماں ہدایت ابدی کی تعلیمات کی روشنی میں راہیَ

فردوس کرتے رہے۔ سرزمین حجاز پر وحی الٰہی کی نجماً نجماً تنزیل ہوتی رہی اور راہ نوردان شوق کارواں میں شامل ہوتے رہے۔ گو کہ اہلِ ایمان کی تعداد میں نہایت کم اضافہ ہوا لیکن بنیادی کردار کے حاملین افراد حلقہ بگوش اسلام ہوئے جن میں حضرات خلفاء راشدین کے علاوہ عمائدین حجاز میں سے بعض اور سرزمین طیبہ سے نقباء قابل ذکر اور رشکِ آسماں ہیں۔ کلام ربانی جو ہدایت سرمدی کے بھرپور اثر سے ہمیشہ اثر پذیر رہتا ہے اس طرح قلوب واذہان پر اثرانداز ہوا کہ سخت دل موم سے بھی نرم ہوگئے، خاردار اور ترش رو، پھولوں جیسی خوشبو اور مٹھاس کے مصداق بن گئے۔

خلاصہ

قرآن مجید کی بالترتیب ان ہدایات کے مطابق ہم با آسانی سمجھ سکتے ہیں کہ انسانیت کا سفر جو سیدنا آدم علیہ السلام کے مکین ارض ہونے کے ساتھ شروع ہوا تھا اور قیامت کے واقع ہونے تک جاری رہے گا وہ درجہ بدرجہ، عہد بہ عہد ہوتا رہا اور ہوتا رہے گا۔ ہدایات ربانی کی روشنی میں کچھ لوگ صرف ھدی للناس کے زمرے میں آکر ہدایت قبول کرتے رہے اور کرتے رہیں گے، کچھ ھدی ورحمۃ للمومنین کے خوش نصیب زمرے میں آکر دامن رحمت سے وابستہ ہو کر جھولیاں بھرتے رہے اور رہیں گے اور کچھ اس سے اعلیٰ ترین درجہ ھدی للمتقین کے باسعادت زمرے میں آکر مقبولان بارگاہ الٰہی اور باعث رشک ملائکہ بنے اور بنتے رہیں گے۔

نتائج وسفارشات

- قرآن مجید قیامت تک ہر انسان کے لیے ہدایت کاملہ ہے۔
- خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت وسیرت رہبر ورہنما ہے۔
- انسان ازل سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرچکا ہے۔
- دنیا میں اس اقرار کی توثیق وتصدیق سے اور نبی اکرم ﷺ پر ایمان لانے اور آپ کی اطاعت واتباع سے ہی اسے نجات کامل ملے گی۔
- انسان سے مسلمان، مسلمان سے مومن کامل اور مومن کامل سے متقی کے درجات طئے کرنا اس کی ذمہ داری ہے۔
- انسان کو ایمان اور نیک عمل ہی کامیابی سے ہم کنار کرسکتا ہے لہذا اس کے لیے محنت واجب ہے۔

حوالہ جات

[1] سورۃالتین 4:95

[2] سورۃالبقرہ 2:36

[3] رازی، امام فخرالدین بن ضیاءالدین عمر، التفسیر الکبیر، ج2، ص92، مطبوعہ دارالفکر بیروت، 1432ھ

[4] سورۃالنساء 36:4

[5] سورۃالانعام 160:6

[6] سورۃالبقرۃ 186:2

[7] سورۃآل عمران200:3

[8] سورۃالحجرات 3:49

[9] سورۃالمائدہ30:5

[10] بخاری،امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری۔

[11] سورۃالانبیاء 105:21

[12] سورۃالمائدہ 44:5

[13] سورۃالمائدہ 24:5

[14] سورۃالمائدہ 25:5

[15] سورۃالمائدہ 47:5

[16] انجیل متی،آیت 71

[17] مرجع سابق

[18] حوالہ محولہ بالا

[19] سورۃال عمران3,4:3

[20] سورۃالعلق5:96

[21] سورۃالصف9:61

[22] سورۃالمائدہ67:5

[23] سورۃالبقرۃ55-56:2

[24] سورۃالانفال33:8

[25] سورۃالاعراف193:7

[26] سورۃالاعراف198:7

[27] سورۃالشعراء 1-3:26

[28] حوالہ محولہ بالا

References

1. Surah Al-Teen 4:95
2. Surah al-Baqarah 2:36
3. Razi, Imam Fakhr al-Din bin Zia al-Din Umar, al-Tafseer al-Kabeer, vol. 2, p. 92, published by Dar al-Fikr Beirut, 1432 AH
4. Surat al-Nisa 4:36
5. Surah al-An'am 6:160
6. Surah Al-Baqarah 2:186
7. Surah Al-Imran 3:200

8. Surah Hujarat 3:49
9. Surah al-Maidah 5:30
10. Bukhari, Imam Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Sahih Bukhari.
11. Surah al-Anbiya 21:105
12. Surah al-Maidah 5: 44
13. Surah al-Maida 5:24
14. Surah al-Maida 5:25
15. Surat al-Maidah 5: 47
16. Gospel of Matthew, verse 71
17. Reference above
18. Reference above
19. Surah Al-Imran 3:3,4
20. Surah Al-Alaq 96:5
21. Surah Al-Saf 61:9
22. Surat al-Maida 5:67
23. Surah al-Baqarah 2: 55-56
24. Surah al-Anfal 8:33
25. Surah Al-A'raf 7:193
26. Surah Al-A'raf 7:198
27. Surah al-Shu'ara 26: 1-3
28. Reference above